مروجہ حیلہ اسقاط

کی شرعی حیثیت

قرآن اور حدیث کی روشنی میں

تصنیف

مولانا احمد علی مروانی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

Ketabton.com

مکتبہ عشرہ مبشرہ

[illegible] 0300-6175026

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مروّجہ حیلہ اسقاط

قرآن وسنت کی روشنی میں

تحریر

مولانا احمد علی مردانی

ناشر

مکتبہ عشرہ مبشرہؓ

غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆ نامِ کتاب مروّجہ حیلہ اسقاط قرآن وسنت کی روشنی میں

☆ تالیف مولانا احمد علی مردانی (فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی)

☆ تعداد (1000) ایک ہزار

☆ اشاعتِ اول فروری 2013ء

☆ صفحات 48

☆ ناشر مکتبہ عشرہ مبشرہ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر
1	تمہید	7
2	ایصالِ ثواب اور اہل سنت والجماعت کا موقف	12
3	مروّجہ حیلہ کی تاریخی حیثیت (آغاز وابتداء)	15
4	حیلہ کا عدمِ جواز	16
5	حیلہ کب جائز ہے؟	16
6	مروّجہ حیلہ اسقاط کی چند صورتیں	17
7	مروجہ حیلہ اسقاط کی پہلی صورت	17
8	مروجہ حیلہ اسقاط کی دوسری صورت	17
9	مروجہ حیلہ اسقاط کی تیسری صورت	18
10	مروجہ حیلہ اسقاط کی چوتھی صورت	18
11	مروجہ حیلہ اسقاط کی پانچویں صورت	18

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

نمبر شمار	فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر
12	عدم جواز کے دس اسباب	20
13	پہلا سببِ عدم جواز	20
14	دوسرا سببِ عدم جواز	21
15	تیسرا سببِ عدم جواز	25
16	چوتھا سببِ عدم جواز	27
17	پانچواں سببِ عدم جواز	27
18	چھٹا سببِ عدم جواز	30
19	ساتواں سببِ عدم جواز	30
20	آٹھواں سببِ عدم جواز	31
21	نواں سببِ عدم جواز	31
22	دسواں سببِ عدم جواز	32
23	گیارھواں سببِ عدم جواز	33
24	بارھواں سببِ عدم جواز	35
25	تیرھواں سببِ عدم جواز	36
26	خلاصہ کلام	36

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

نمبر شمار	فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر
27	فتاویٰ جات	37
28	کفایۃ المفتی	38
29	خیر الفتاویٰ	38
30	فتاویٰ مفتی محمود	40
31	آپ کے مسائل اور اُن کا حل (مولانا یوسف لدھیانویؒ)	41
32	احسن الفتاویٰ	41
33	مسائلِ رفعت قاسمی	43
34	فتاویٰ رشیدیہ	43
35	فتاویٰ بینات	43
36	فتاویٰ عثمانی	45
37	قولِ فیصل	46

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مؤلف

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمدوالہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین۔امابعد !تمام اُمتِ مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ دینِ اسلام کے احکامات کی تکمیل ہو چکی ہے اور قرآن کریم میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔پس اسکے بعد دین کے نام سے جو بھی عمل کیا جائے گا وہ بدعت شمار ہوگی بالفاظِ دیگر ایسا عمل دینِ اسلام پر اضافہ تصور کیا جائے گا۔زیرِ نظر تالیف میں میں نے ایک ایسے مسئلہ کی توضیح کی ہے جس کو ہمارے معاشرے کے بعض افراد دین کا نام دیتے ہیں حالانکہ اس عمل (مروجہ حیلہ اسقاط) کا قرآن وسنت میں کہیں بھی ذکر نہیں اور نہ ہی ائمہ اربعہ ؒ نے اس کے جواز کا قول کیا ہے۔الغرض یہ مختصر رسالہ درحقیقت اُن لوگوں کی تردید میں لکھا گیا ہے جو اس مروجہ حیلہ اسقاط کو عبادت سمجھتے ہیں اور اسے باعثِ ثواب خیال کرتے ہیں حالانکہ نہ تو یہ عمل (مروجہ حیلہ اسقاط) عبادت ہے اور نہ ہی یہ ثواب کا باعث ہے۔اللہ تعالیٰ اس

(c) ketabton.com: The Digital Library

مختصر رسالہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور مجھ سمیت میرے والدین، اساتذہ واحباب کے لیے ذخیرہ اخرت بنادیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللہ تعالی علیٰ خیر خلقه محمدوآله واصحابه اجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین .آمین.

بنده

احمدعلی مردانی

خوره بانڈه مردان

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

یوں تو اہل بدعت کا ہر عمل میں یہی دعویٰ ہے کہ ان کا ہر عمل قرآن وسنت کے موافق ہے کار خیر ہے اور ثواب کا موجب ہے لیکن اگر کوئی مسلمان عمیق نظر سے اُن کے (یعنی اہل بدعت کے) اعمال وافعال کو دیکھ لیں تو یہ امر بخوبی عیاں ہو جائے گا کہ اُن کے افعال کا قرآن وسنت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ اُن کے کئی اعمال وافعال قرآن وسنت سے متصادم نظر آئیں گے ظاہر میں اہل بدعت کے بعض اعمال تو کار خیر نظر آتے ہیں مگر باطنی اعتبار سے شریعت مطہرہ سے اُن کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اگر چہ اہل بدعت اُن اعمال کو کار خیر وثواب سمجھتے ہوتے ہیں مگر شریعت کی روح سے متصادم ہونے کی وجہ سے وہ اعمال بجائے ثواب کے گناہ ہوتے ہیں اور باعث ثواب ہونے کی بجائے باعث عذاب ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم اُن افعال میں سے ایک فعل کی وضاحت کرتے ہیں جن کے متعلق اہل بدعت کا دعویٰ ہے کہ یہ عمل کار خیر اور باعث ثواب ہے جبکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ عمل باعث ثواب نہیں۔ اور وہ فعل جس کے متعلق ہمارا اہل بدعت سے اختلاف ہے وہ مروجہ حیلہ اسقاط ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ مروجہ حیلہ اسقاط ناجائز ہے اور مرتکبین مروجہ حیلہ اسقاط قرآن وحدیث کی راہ سے ہٹ کر چل رہے ہیں

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مرتکبین بدعت (مروجہ حیلہ اسقاط) (جن کو اہل حق نے اہل بدعت نام سے موسوم کیا ہے) مروجہ حیلہ اسقاط کے جواز میں نہ تو قران کریم سے کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی ذخیرہ احادیث سے کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی مروجہ حیلہ اسقاط کے جواز میں کوئی اثرِ صحابی پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی مروجہ حیلہ اسقاط کے جواز پر ائمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہؒ ، امام مالکؒ ،امام شافعیؒ ، امام احمد بن حنبلؒ) میں سے کسی امام کا قول پیش کر سکتے ہیں۔

الغرض مجوزین مروجہ حیلہ اسقاط کے پاس نہ تو کوئی قرانی ایت ہے جس سے جواز پر استدلال کیا جا سکے۔ اور نہ ہی کوئی حدیث پاک ﷺ ہے جس کو یہ حضرات (اہل بدعت) مستدل بنا سکیں اور نہ ہی ائمہ اربعہؒ میں کسی امام کا قول پیش کر سکتے ہیں۔

المختصر: خیر القرون کا دور مروجہ حیلہ اسقاط سے بالکل پاک رہا ہے پس مروجہ حیلہ اسقاط کو جائز سمجھنا اور اُسے دین کا حصہ کو قرار دینا یقیناً افترا علی صاحب الشریعہ ہے اور دین اسلام پر اضافہ ہے اور (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کے دین کو ناقص خیال کرنا ہے حالانکہ قران کریم میں صراحۃً مذکور ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ اس ایت کریمہ میں تکمیل دین کا ذکر ہے جبکہ مجوزین مروجہ حیلہ اسقاط اپنی عمل سے اس ایت کی تکذیب کر رہے ہیں اور ایت مذکورہ بالا کی اعلانیہ مخالفت کرتے ہیں پس جب یہ بات عیاں ہوگئی کہ تارکین کے پاس ماسوا عبارات فقہاء کے کوئی دلیل نہیں تو یقیناً یہ (اہل بدعت) اپنے عمل میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے طریقے کے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مخالف ہوئے پس وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں اُن کے لیے دُنیا و آخرت کی رُسوائی ہے:

ارشادِ ربانی ہے:

قاتلوا الّذین لایؤمنون باللّٰہ ولا بالیوم الاٰخر ولایحرّمون ماحرّم اللّٰہ ورسولہ ولایدینون دین الحقّ من الّذین اوتوا الکتب حتّی یعطوا الجزیۃ عن یّدوّھم صاغرون (سورۃ التوبۃ: 29)

ترجمہ: جو لوگ (اہل کتاب میں سے) اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور نہ اُن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہیں اور نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔

تفسیر: مفسرین نے لکھا ہے کہ آیاتِ بالا میں یہاں جنگ کی چار وجوہ بتلائی گئی ہیں اول: لایؤمنون باللہ، یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے، دوم ولا بالیوم الاٰخر، یعنی آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، سوم لایحرّمون ماحرّم اللّٰہ وسولہ یعنی ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے جن کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، چہارم لایدینون دین الحق یعنی سچے دین کو قبول نہیں کرتے۔ (اور سچا طریق یہی ہے کہ مروجہ حیلہ اسقاط سے اعراض کیا جائے اور طریق محمد ﷺ کو اختیار کیا جائے اس لیے کہ طریق محمد ﷺ میں مروجہ حیلہ اسقاط کا کہیں بھی ذکر نہیں، یہاں تک کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے بھی کسی ایک

Scanned with CamScanner

کی زندگی میں یہ مروجہ حیلہ نہیں پایا گیا) ۔ ایک اور جگہ قرآن کریم میں ہے:

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما (سورة النساء: 65)

ترجمہ: پس اے نبی ﷺ تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان ہی نہیں ہوں گے جب تک کہ اپنے آپس کے جھگڑے میں آپ کو حاکم نہ بنالیں پھر جو فیصلہ آپ حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے کوئی حرج محسوس نہ کریں۔

تفسیر: مندرجہ آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے سے اعراض کرنے والے سے ایمان کی نفی کی گئی ہے کہ وہ شخص صاحب ایمان ہی نہیں ہے جو آپ ﷺ کو اپنے معاملات میں فیصل نہ مانے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد متفق عليه (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالكتاب والسنة ص ۲۷)

جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی ایسی بات نکالی جو دین میں داخل نہیں تو وہ بات ایسی شخص پر مردود ہے۔ (اور یقیناً مروجہ حیلہ اسقاط دین اسلام میں داخل نہیں بلکہ دین اسلام سے مروجہ حیلہ اسقاط کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے یعنی مروجہ حیلہ اسقاط کا مردود ہونا ظاہر میں ثابت ہوا)

مزید برآں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة (رواه احمد)

(c) ketabton.com: The Digital Library

(كتاب المغازي باب في غزواته ﷺ وبعوثه الخ

مشكوة المصابيح باب الاعتصام بالكتاب والسنة ص ۲۱)

جب قوم کوئی بدعت ایجاد کرلی ہے تو اُن میں سے اس بدعت کے برابر سنت پر عمل کی

توفیق اٹھ جاتی ہے (اور مروجہ حیلہ اسقاط کا بدعت ہونا بالکل ظاہر ہے اس لیے کہ

قرآن وحدیث میں اس کا کہیں بھی ذکر نہیں اور یہی امر اس کے بدعت ہونے کی

بیّن دلیل ہے)

مزید براں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي

وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوابها وعضوا

عليها بالنواجذواياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة

بدعة وكل بدعة ضلالة (مشكوة)

کہ جو شخص تم میں سے زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا تو تم میری اور میرے

خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لینا سنت کو مضبوطی سے اختیار کرنا اور کچلیوں سے

پکڑنا اور نئی باتوں سے بچنا کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(اور مروجہ حیلہ اسقاط یقیناً نہ تو رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے اور نہ ہی یہ

خلفاء راشدین کا طریقہ ہے اور نہ ہی دیگر اصحاب رسول ﷺ کا طریقہ ہے)

پس قرآن وسنت اور خلفاء راشدین کی طریق کی موافقت یہی ہے کہ مروجہ حیلہ اسقاط

سے بچا جائے اور اس سے مکمل اجتناب کیا جائے نہ کہ مروجہ حیلہ اسقاط کو وجوب کا درجہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دیگر اہتمام کے ساتھ اداجائے کیاجائے ۔مزید براں قران کریم میں ہے

:لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوۃ حسنۃ

(اے مسلمانو!) تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک میں اچھی اقتداء ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات تمہارے لیے نہایت ہی بہترین نمونہ ہے ۔ایتِ مذکوہ بالا کی تلاوت کے بعد اہل بدعت کو خود سوچھنا چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی کتنی اطاعت کرتے ہیں کیا مروجہ حیلہ اسقاط میں وہ (یعنی اہل بدعت) رسول اللہ ﷺ کے مطیع ہیں؟ یا پھر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والے ہیں؟

الغرض مندرجہ بالا تمام تحریر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قران وسنت سے مندرجہ بالا عمل (مروجہ حیلہ اسقاط) کا ثابت نہ ہونا اس امر پر دال ہے کہ یہ (مروجہ حیلہ اسقاط) امر بدعت ہے اور جرمِ عظیم ہے اوراس کو دین سمجھنا گویا دینِ اسلام کو ناقص خیال کرنے کے متراداف ہے اور تکمیل دین کا انکار ہے پھر بھی مندرجہ بالا مسئلہ کی توضیح میں درج ذیل چند سطور تحریر کئے جاتے ہیں تا کہ یہ امر اور زیادہ واضح ہو جائے کہ مروجہ حیلہ اسقاط سنت نہیں بدعت ہے اور یہ عمل (مروجہ حیلہ اسقاط) باعثِ ثواب نہیں باعثِ عذاب ہے۔

ایصالِ ثواب کا عقیدہ اور اہل سنت والجماعت کا موقف

اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ اموات مسلمین کو ثوابِ عباداتِ بدنیہ وعبادات مالیہ کا پہنچتا ہے خواہ فاتحہ ہو یا کوئی خیرات وحسنات ہو۔البتہ شریعت نے ایصال ثواب کے لیے کوئی دن یا کوئی خاص عمل مقرر نہیں کیا، بلکہ جس دن بھی ممکن ہو ایصال کرنا

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جائز ہے اور اس کے لیے کوئی خاص عبادت بھی مخصوص نہیں ہے، کسی بھی نیک کام کا ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔

پس اگر دعاِ احیاء اموات کے لیے نافع نہ تھی کیوں تعلیم کی گئی۔

قال اللہ تعالیٰ لنبیہ ﷺ: وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم۔

پس اگر نماز جنازہ مومنین کو نافع نہ ہوتی رسول اللہ ﷺ مامور نہ ہوتے اور اس کو سکن کیوں فرماتے۔

وفی مشکوۃ عن سعد عبادۃ قال یارسول اللہ ﷺ: ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ھذا لام سعد رواہ ابوداود۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے پانی کے صدقہ کا ثواب پہنچانے کا امر فرمایا اگر نہ پہونچتا کیوں فرماتے۔

مشکوۃ میں ہے: ایک شخص کافر نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی، اس کے بیٹے نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

فقال رسول اللہ ﷺ انہ لوکان مسلما فاعتقتم عنہ اوتصدقتم اوحججتم عنہ بلغہ ذلک رواہ ابوداود۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اُس کو اعتاق وصدقہ وحج کا ثواب پہونچتا۔

شرح الصدور میں ہے:

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ماللميت فی قبره الاشبه الغريق المتغوث ينتظر دعوة تلحقه من اب اوام اوولد اوصديق ثقة فاذا لحقته كانت احب اليه من الدنيا ومافيها وان الله تعالى ليدخل على اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدية الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم، قال البيهقی: قال ابوعلی الحسين بن علی الحافظ: هذا حديث غريب من حديث عبدالله بن المبارك.(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور للامام جلال الدين السيوطی۔ بـاب مـا ينـفع المـيت فـی قبـره .ص ۱۳۲)

ہدایہ میں ہے:

من كتب الفقه ان للانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة اوصوماً اوصدقة اوغيرها عنداهل السنة والجماعة

شرح العقائد النسفیہ میں ہے:

وفی دعاء الاحياء للاموات وصدقتهم عنهم

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

نفع لهم خلافا للمعتزلة.

بعض اُمور فی نفسہ مباح وجائز ہوتے ہیں مگر مفاسد عارضہ سے قبیح ہوجاتے ہیں اور یہی بات میت کو ایصالِ ثواب میں ہے کہ ایصال ثواب جائز بالکل مستحسن عمل ہے مگر اُس میں اپنے طرف قیود وغیرہ لگانا یہ ناجائز ہیں اور اس سے ایصال ثواب کا عمل بھی متاثر ہوجاتا ہے۔

مروجہ حیلہ کی تاریخی حیثیت (آغاز وابتدا)

مروجہ حیلہ اسقاط کی ابتداء کے متعلق حتمی ویقینی قول تو نہیں کیا جا سکتا البتہ اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اس بدعت کا آغاز خیر والقرون کے بعد ہوا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک سیرت اس عمل کا نام ونشان تک نہیں، اسی طرح اصحابِ رسول ﷺ کی مبارک زندگیاں بھی اس عمل سے خالی گزری ہیں اور اسی طرح تابعین (یعنی اصحابِ رسول ﷺ کے شاگردوں) کا عہد بھی اس عمل سے خالی گزرا ہے پس جب خیر القرون کا عہد گزرا تو اُس وقت تک مروجہ حیلہ اسقاط کا نام ونشان تک نہ تھا۔ اُس کے بعد کسی عہد میں اس کا آغاز ہوا مگر اُس وقت اس کی کیفیت یہ نہیں تھی کہ جس کیفیت کے ساتھ آج کل کیا جاتا ہے بلکہ اُس وقت ایک فقیر کی طرف سے فقط اُس وقت یہ حیلہ کیا جاتا تھا کہ جب اُس کے مال کا ثلث (تیسرا حصہ) موت کے وقت اُس کی نمازوں روزوں کی فدیہ کی ادائیگی کے لیے ناکافی ہوتا تھا تو اُس دور کے بعض فقہاء نے چند شرائط کیساتھ حیلہ اسقاط کی اجازت دی پھر آہستہ آہستہ جیسا ہی زمانہ خیر القرون سے دور ہوتا چلا گیا اُسی حیلہ میں نئی نئی چیزیں شامل ہوتی چلی گئی اور آج

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

یقیناً اس حیلہ نے ایک نئی شکل اختیار کرلی ہے جس کے متعلق یہ کہنا کہ یہ وہ حیلہ ہے کہ جس کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے سراسر غلط اور اُن پر بہتان ہے اس لیے کہ دور حاضر کے حیلہ اسقاط اور حیلہ قدیم میں بہت بڑا فرق ہے اس لیے یہ کہنا اس کی اجازت نورالایضاح یا فتاویٰ سمرقندی وغیرہ کتب میں منقول ہے سراسر غلط ہے اسی طرح مختلف کتبِ فقہیہ کی عبارات کو مروجہ حیلہ اسقاط کے جواز کے لیے بطور دلیل پیش کرنا بھی سراسر غلط ہوگا۔ اس لیے کہ جس حیلہ کی اجازت فقہاء سے منقول ہے وہ کیفیت وحالت کے اعتبار سے اور ہے اور یہ اور ہے پس زمانہ قدیم کے حیلہ کا جواز مستلزم نہیں کہ دورِ حاضر کا مروجہ حیلہ اسقاط بھی جائز ہو اور یہ بات ایک عاقل عالم سے مخفی نہیں (فافہم)۔

حیلہ کا عدمِ جواز

فتاویٰ عالمگیری کتاب الحیل کے آغاز میں لکھا ہے:

ہمارے علماء کا مذہب یہ ہے کہ ہر حیلہ جس کو آدمی اس واسطے کرتا ہے کہ اس سے حق غیر باطل ہو جائے (اور مروجہ حیلہ اسقاط میں فقراء کے حق کے بُطلان کا سوچا جاتا ہے) یا بغرض تمویہ باطل کرتا ہے تو وہ مکروہ ہے (فتاویٰ عالمگیری کتاب الحیل فصل اول)

حیلہ کب جائز ہے؟

فتاوی عالمگیری کتاب الحیل میں مرقوم ہے:

ہر وہ حیلہ جس کو بدیں غرض کرتا ہے کہ حرام سے خلاص ہو یا اس کے وسیلہ سے حلال تک پہنچ جائے یعنی حلت حاصل ہو تو یہ جائز ہے اور اس قسم کے جواز کے واسطے اصل یہ

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خذ بیدک ضغثاً فاضرب ولا تحنث یعنی اپنے ہاتھ میں ایک تنکا لے کر ایک بار مار دے اور قسم میں جھوٹا نہ ہو۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے واسطے تعلیم تھی کہ اپنی قسم میں جھوٹے نہ ہونے پائیں کہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بیوی کو سو لاٹھیاں ماروں گا اور عامۃ المشائخ کے نزدیک اس کا حکم منسوخ نہیں ہے اور یہی مذہب صحیح ہے کذا فی الذخیرہ۔

(فتاویٰ عالمگیری کتاب الحیل فصل اول)

(چونکہ مروجہ حیلہ اسقاط میں مندرجہ بالا اغراض مفقود ہیں اس لیے اُس کے متعلق عدم جواز ہی کا حکم ہوگا)

مروّجہ حیلہ اسقاط کی چند صورتیں

مروّجہ حیلہ اسقاط کی پہلی صورت

(1) بعض مقامات پر یہ حیلہ بایں طریق ادا کیا جاتا ہے کہ صرف قرآن مجید فقیر کو دیکر یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ قرآن مجید چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لیے اس کی کوئی قیمت نہیں اور بوجہ بے قیمت ہونے کے تمام نمازوں اور روزوں اور دیگر واجبات کا جس قدر کفارہ میت کے ذمہ ہو اس سب کے بدلے میں ہم یہ قرآن دیتے ہیں اور فقیر قبول کر لیتا ہے۔

مروجہ حیلہ اسقاط کی دوسری صورت

بعض مقامات میں لوگ کچھ غلہ فقیر کو یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ میت کے ذمہ جو کچھ گناہ تھے

(c) ketabton.com: The Digital Library

وہ تم نے اپنے اوپر لئے ؟ اور جاہل فقیر کہتا ہے کہ لئے اور وہ غلہ اس مدرسے کو دیا جاتا ہے۔

مروجہ حیلہ اسقاط کی تیسری صورت

بعض مقامات پر یہ حیلہ بایں طریق کیا جاتا ہے کہ جنازہ کے بعد دفن کرنے سے پہلے میت والا گھر سے کچھ مٹھائی اور ایک چھابہ میں تھوڑی گندم اور نمک کا ایک ڈبہ اور قرآن مجید اور کچھ نقدی لے آتا ہے جنازہ خواں مولوی صاحب دل میں اس پر کچھ پڑھتا ہے پھر اپنی دائیں طرف والے کو کچھ کہتا ہے کہ یہ چیزیں میں نے تجھے بخشی ہیں۔ پھر وہ دوسرے کو کہتا ہے اسی طرح یہ عمل تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہتا ہے۔

مروجہ حیلہ اسقاط کی چوتھی صورت

بعض مقامات پر یہ حیلہ بایں طریق کیا جاتا ہے کہ میت کو مسجد کے اندر لے جایا جاتا ہے سات شخص ملکر بیٹھتے ہیں بیچ میں سوا من گیہوں اور کچھ رقم قران مجید کا ہدیہ قران کریم کے اوپر رکھ کر پیش امام صاحب کہتے ہیں کہ یہ گیہوں اور رقم قران کریم کا ہدیہ بدلے اس میت کے گناہ کبیرہ وصغیرہ روزہ ونماز شرک وبدعت جو بارہ سال سے بعد کئے ہیں عاقل بالغ ہونے سے اس کے بدلے میں یہ گندم اور رقم قران کریم کا ہدیہ واسطے اللہ تعالیٰ دیا اور یہ اسطرح یہ جملہ اُس مجمع کا ہر فرد دہراتا چلا جاتا ہے۔ اور بالآخر پھر اُس مولوی صاحب کے پاس دوبارہ وہ چیزیں ورقم لوٹ کر آجاتی ہیں۔

مروجہ حیلہ اسقاط کی پانچویں صورت

بعض مقامات پر ایک دائرہ سا مولوی حضرات بنا کر بیٹھ جاتے ہیں، اور اُن میں ایک

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے ہاتھ میں قرآن ہوتا ہے جو نمبر وار ایک دوسرے کو دیتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ پہلے مولوی صاحب کے ہاتھ دوبارہ لوٹ کر آجاتا ہے۔ بعض مقامات پر یہی عمل کئی بار کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا صورتوں کے علاوہ بھی کئی حیلہ اسقاط کے طریقے رائج ہیں۔

☆☆☆☆

☆☆☆

☆

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

عدمِ جواز کے دس اسباب

حیلہ اسقاط کے مروجہ تمام طریقے بسببِ چند وجوہ ناجائز ہیں:

پہلا سببِ عدمِ جواز

قرآن کریم سے عدمِ ثبوت

قرآن وسنت سے عدمِ ثبوت کی بناء پر مروجہ حیلہ اسقاط ناجائز وحرام ہے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح وبیّن ہے کہ دینِ اسلام کے دو اُصول ہیں یعنی قرآن وسنت (احادیثِ نبویہ ﷺ)۔ اور دو فروع ہیں یعنی اجماع وقیاس۔ احکامِ اسلام کے ثبوت میں اس امر کو ملحوظ رکھنا از حد ضروری ہوتا ہے کہ اُن کی بُنیادیں قرآن وحدیث سے اُٹھی ہوئی ہوں یا کم از کم وہ امر ومعاملہ اجماعِ اُمت سے ثابت ہو اور حیلہ اسقاط کے ثبوت میں نہ تو کوئی شخص کسی قرآنی آیت کو بطورِ دلیل پیش کرسکتا ہے اور نہ ہی کسی حدیث کو مستدل کے طور پر سامنے لایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اجماعِ اُمت اس مروجہ حیلہ اسقاط کو ثابت کیا جاسکتا ہے۔ پس ایک ذی عقل شخص کو سمجھانے کے لیے بس اتنا بھی کافی ہے کہ مروجہ حیلہ اسقاط کا قرآن وحدیث سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے اور ہی اس کا اجماعِ اُمت سے کوئی تعلق ہے۔ فافہم یااولی الابصار۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

دوسرا اسباب عدم جواز

سنتِ رسول ﷺ سے عدم موافقت

مروجہ حیلہ اسقاط کی جواز کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے اور شریعت مطہرہ یہ امر وضاحت کے ساتھ ثابت ہے کہ عبادت کا کوئی بھی عمل تب مقبول ہوگا جب وہ سنتِ رسول ﷺ کے موافق ہوگا پس اگر کوئی عمل طریق نبی ﷺ سے مطابقت نہ رکھے تو وہ عمل مردود ہوگا۔ چنانچہ ارشاد الطالبین میں محدث حضرت قاضی ثناء اللہ صاحبؒ پانی پتی نے حدیث نقل کی ہے:

ان القول لا یقبل مالم یعمل به وکلاهما لا یقبلان بدون النیة والقول والعمل والنیة لا تقبل مالم توافق السنة۔

سخن مقبول نیست بدون عمل کردن و ہر دو مقبول نیستند بدون نیت و ہر سہ مقبول نیستند کہ موافق سنت نباشند (ص ۲۸) یعنی قول بلا عمل درست نہیں ہوتا اور یہ دونوں (یعنی قول وعمل) بلا صحیح نیت کے مقبول نہ ہوں گے اور قول وعمل اور نیت مقبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ سنت کے موافق ہوں۔

اور ایت لیبلوکم ایکم احسن عملا کی تفسیر میں منقول ہے:

ذکروا فی تفسیر احسن عملاً وجوها (احدهما) ان یکون اخلص الاعمال واصوب لان العمل اذا کان خالصا غیر صواب لم یقبل وکذالک اذا کان صوابا غیر خالص فالخالص ان یکون لوجه الله والصواب ان یکون علی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

السنة ۔یعنی احسن عملاً سے مراد عمل مقبول ہے اور عملِ مقبول وہ ہے جو خالص ہو۔ اور صواب بھی ہو، اگر عمل خالص ہو مگر صواب نہیں ہے تو وہ مقبول نہیں ہے۔ عمل خالص وہ ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے اور صواب وہ ہے جو سنت کے مطابق ہو۔(تفسیر کبیر ج۸ ص۲۴۳)

اور یقیناً اہل بدعت کو بھی یہ معلوم ہے کہ اُن کا یہ عمل یعنی مروجہ حیلہ اسقاط سنتِ رسول ﷺ کے مطابق نہیں۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

لا یستقیم قول وعمل ونیة الا بموافقة السنة

یعنی کوئی قول اور عمل اور نیت درست نہیں جب تک کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے موافق نہ ہو(تلبیس ابلیس ص۹)

اور یقیناً تمام اہل بدعت یہ جانتے ہیں کہ مروجہ حیلہ اسقاط کا رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں ذکر تک نہیں۔ پس عدمِ ذکر وعدمِ وجود اس بات کو مستلزم ہے کہ اس عمل کو ترک کیا جائے نہ کہ اپنایا جائے یہی سیرتِ رسول ﷺ کا تقاضہ ہے۔

حضرت احمد بن ابی الحواریؒ سے منقول ہے:

من عمل بلا اتباع سنة فباطل عمله

یعنی جو بھی عمل اتباع سنت کے بغیر کیا جائے گا وہ باطل ہے (الاعتصام ص۱۱۴ ج۱)

اور مروجہ حیلہ اسقاط میں اتباع رسول ﷺ یہی ہے کہ اس عمل (مروجہ حیلہ اسقاط) کو ترک کیا جائے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

لا یقبل قول بلا عمل ولا یقبل عمل بلا اخلاص و اصابة السنة (فتح ربانی ج ا ص ۱۴)

کوئی قول عمل کے بغیر قابلِ قبول نہیں اور کوئی عمل اس وقت تک مقبول نہیں جب تک کہ اس میں اخلاص نہ ہو اور وہ سنت کے موافق نہ ہو۔

مروجہ حیلہ اسقاط بھی ایک عمل ہے اور یہ عمل یقیناً سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کی موافقت نہیں کرتا۔ پس اس کا ناجائز ہونا امر بدیہی ہوا۔

پس مندرجہ بالا عبارت کی روشنی میں ہمارا اہل بدعت سے یہی سوال ہے کہ وہ مروجہ حیلہ اسقاط میں رسول اللہ ﷺ کے مطیع ہیں؟ یا پھر رسول اللہ ﷺ کے باغی ہیں؟

مزید براں سننِ ترمذی میں ہے:

عن عبدالله بن مغفل قال سمعنى ابى وانا فى الصلوٰة اقول بسم الله الرحمن الرحيم فقال لى اى بنى محدث اياك والحدث قال ولم اراحداً من اصحاب رسول الله ﷺ كان ابغض اليه الحدث فى الاسلام يعنى منه.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے نماز میں سورۃ فاتحہ کے شروع میں بسم الله الرحمن الرحيم بالجهر (بلند آواز سے) پڑھی تو حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بولے اے میرے پیارے بیٹے! یہ بدعت ہے اس سے بچتے رہو۔ میں نے صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی چیز سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس قدر عداوت رکھتے ہوں جتنا وہ بدعت سے رکھتے تھے
(ترمذی شریف ج ۱ ص ۳۳ باب ماجاء فی ترک الجهر ببسم
الله الرحمن الرحيم) اس روایتِ بالا میں غور فرمایئے کہ بسم اللہ سراً (آہستہ
) پڑھنے کے بجائے جہراً (بلند آواز سے) پڑھنے کو ایک صحابی رسول ﷺ ناپسند
فرمارہے ہیں اور بدعت کا فتویٰ دے رہے ہیں اور بدعت ہونے کی دلیل یہی دیتے
ہیں کہ : وقد صليت مع النبی ﷺ ومع ابی بكر وعمر ومع
عثمان فلم اسمع احداً منهم يقولها فلاتقلها اذا انت صليت
فقل الحمدلله رب العلمين۔ یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں سے ہر ایک
کے ساتھ نماز پڑھی ہے کسی کو بسم اللہ بالجھر پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔
عن نافع ان رجلا عطس الى جنب ابن عمر فقال الحمدلله
والسلام على رسول الله فقال ابن عمر واناقول الحمدلله
والسلام على رسول الله وليس هكذا علمنا رسول الله ﷺ
علمنا ان نقول الحمد لله على كل حال (ترمذی شریف
ج ۲ ص ۹۸ باب مايقال العاطس اذا عطس) حضرت ابن عمر رضی اللہ
عنہما کے سامنے ایک آدمی نے چھینک کر الحمدللہ کیساتھ والسلام علی
رسول اللہ ﷺ کی زیادتی کی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس زیادتی
کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایسی تعلیم نہیں دی، ہم

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کو چھینک کر صرف ،، الحمدللہ علی کل حال ،، کہنا سکھلایا ہے۔

بنابریں حضرت امام غزالیؒ نے تصریح کی ہے: کہ اگر تم کوئی کام شارع علیہ السلام کے حکم اور پیروی کے بغیر کرو گے اگر چہ وہ کام عبادت کی صورت میں کیوں نہ ہو وہ عبادت نہیں بلکہ گناہ کا کام ہے (مکتوب ص ۹)

اب مرتکین مروجہ حیلہ اسقاط کو ذرا سوچنا چاہیے کہ کیا ان حضرات کا یہ عمل (مروجہ حیلہ اسقاط) نبی ﷺ کا فعل ہے؟ یا پھر کسی صحابیؓ کا فعل ہے؟ پس اگر یہ (مروجہ حیلہ اسقاط) عمل جو نہ تو نبی ﷺ کی سیرت میں ہے اور نہ ہی کسی صحابی رسول ﷺ کی سیرت میں ہے ایک امر بدعت ہی ہے ۔اور امر بدعت ایک سنگین جرم ہے۔

تیسرا سبب عدم جواز

طریق صحابہؓ کی مخالفت

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام مخلوق میں انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد پہلا مقام ومرتبہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہے ،اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رُتبہ ہے۔ان کے بعد عشرہ مبشرہؓ (جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے) اُن کے بعد پھر بقیہ اہل بدر و اہل احد مہاجرین وانصار وغیرہ صحابہ کرام کا درجہ بدرجہ رُتبہ ہے ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا رتبہ ہے۔حضرت عبداللہ بن مبارکؒ (تابعی المتوفی ۱۸۱ھ) سے دریافت کیا گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (صحابیؓ) اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (تابعی المتوفی ۱۰۱ھ) میں کون

(c) ketabton.com: The Digital Library

افضل ہے؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: قسم بخدا! جو مٹی رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوئی ہے وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے سو بزرگوں سے بہتر ہے۔ سئل ایما افضل؟ معاویة اوعمر عبدالعزیز فقال واللہ لغبار الذی دخل انف فرس معاویة مع رسول اللہ ﷺ خیر من مأة مثل ابن عبدالعزیز (فتاویٰ حدثیة ص ۲۶۱) پس جب ایسے عظیم ہستیوں کی زندگیوں کا ہم نے مطالعہ کیا تو ہمیں نہ تو خلفاء اربعہؓ کی سیرت میں مروجہ حیلہ اسقاط نظر آیا ہے اور نہ ہی عشرہ مبشرہ کی زندگیاں مروجہ حیلہ اسقاط سے مربوط تھی اور نہ ہی بقیہ اصحابِ بدر واُحد کی زندگیوں میں یہ عمل دیکھا گیا اور نہ ہی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مرتبے والے صحابی نے اس عمل کے جواز کا فتویٰ دیا اور نہ ہی کسی نے اس کے خیر ہونے کا قول کیا۔

الغرض رسول اللہ ﷺ کی کم وبیش تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کی زندگیاں اس منکر عمل سے خالی گزری ہیں جو اس بات پر واضح دلالت کرتی ہیں کہ یہ عمل باعثِ ثواب نہیں ورنہ اصحابِ رسول ﷺ کی یہ کثیر تعداد کبھی بھی اس عمل کو ترک نہ فرماتے پس جب تمام صحابہؓ نے متفقہ طور پر اس عمل کو اختیار نہیں فرمایا یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہ عمل دین نہیں بلکہ اس کا دینِ اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں، پس اب جو لوگ اس کو دین سمجھیں گے اور اس کو دین سمجھ کر کریں گے یقیناً وہ لوگ اس صورت مذکورہ میں طریقِ صحابہؓ کے مخالف سمجھیں جائیں گے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ طریقِ صحابہؓ کی مخالفت میں دنیا واخرت کی ناکامی ہے اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

دُنیا و آخرت کی رُسوائی ہے۔

چوتھا سببِ عدمِ جواز

طریقِ ائمہ اربعہؒ سے رُوگردانی

ائمہ اربعہؒ (حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امامِ احمد بن حنبلؒ) میں سے کوئی ایک نام بھی پیش نہیں کیا جا سکتا ہے کہ جس نے مروجہ حیلہ اسقاط کو جائز لکھا ہو۔ یا ان چاروں میں سے کسی نے حیلہ اسقاط کا اہتمام کیا ہو پس مقلد اور حنفی ہونے کے دعویداروں کو چاہیے کہ کم از کم اپنے امام کی تو پیروی کرے اور یقیناً امام ابوحنیفہؒ کی پیروی کی صورت میں قائلین حیلہ اسقاط کو حیلہ ترک کرنا پڑے گا اور وہ اس لیے کہ امام ابوحنیفہؒ سے کسی ایک کتاب میں مورجہ حیلہ اسقاط کے جواز کا قول موجود نہیں۔

پانچواں سببِ عدمِ جواز

بدعت

ہر وہ عمل جو قران وحدیث سے ثابت نہ ہو اور اُس کو ثواب کی نیت سے کی جائے وہ بدعت ہے چنانچہ شامی ج ۲ ص ۵۲۴ میں بدعت کی تعریف بایں الفاظ منقول ہے:

ماحدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ ﷺ من علم اوعمل اوحال بنوع شبهة واستحسان وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما۔

بدعت وہ چیز ہے جو اس حق کے خلاف ایجاد کی گئی ہو جو رسول اللہ ﷺ سے اخذ

(c) ketabton.com: The Digital Library

کیا گیا ہو علم ہو یا عمل یا حال اور کسی شبہہ کی بناء پر اس کو اچھا سمجھ کر دین قویم اور صراط مستقیم بنالیا گیا ہو۔

اور یہ بات گزشتہ سطور میں واضح طور پر سامنے میں آچکی ہے کہ مروجہ حیلہ اسقاط قرآن وسنت سے ثابت نہیں پس اس کا بدعت ہونا بالکل واضح ہوا۔

حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بدعت ابلیس کو تمام گناہوں سے زیادہ محبوب ہے اس لیے کہ گناہوں سے تو توبہ ہو سکتی ہے اور بدعت سے توبہ نہیں کی جاسکتی اور اس کا سبب یہ ہے کہ گنہگار تو یہ سمجھتا ہے کہ میں گنہگار ہوں تو اس کے توبہ واستغفار کی اُمید ہے اور بدعتی یہ سمجھتا ہے کہ میں طاعت وعبادت کر رہا ہوں تو یہ نہ توبہ کرے گا نہ استغفار، یہ مضمون خود ابلیس سے منقول ہے اس نے کہا کہ میں نے بنی آدم کی کمر معاصی اور گناہوں سے توڑ دی اور اُنہوں نے میری کمر توبہ اور استغفار سے توڑ دی تو میں نے ان کے لیے ایسے گناہ نکالے ہیں کہ جن سے وہ نہ استغفار کرتے ہیں اور نہ توبہ اور وہ بدعتیں ہیں عبادت کی صورت میں

(مجالس الابرار م ۱۸ ص ۱۳۹)

مجمع البحرین کے مصنف نے اپنی شرح میں بیان کیا ہے: کہ ایک شخص نے عید کے دن نماز عید سے پہلے عید گاہ میں نفل نماز پڑھنے کا ارادہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا اُس نے کہا یا امیر المؤمنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب نہیں کرے گا (پھر کیوں مجھے نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے؟) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کام پر ثواب نہیں دیتا جب

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تک کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہو یا ترغیب نہ دی ہو تو تیری یہ نماز عبث ہے اور عبث کام (عبادت میں) حرام ہے، شاید اللہ تعالیٰ تجھ کو اس پر عذاب دے اس لیے کہ تو نے رسول ﷺ کے خلاف کیا۔

مندرجہ بالا روایت میں غور کرنے سے درج ذیل اُمور سامنے آجاتے ہیں: کہ عید کی نماز سے قبل دو رکعت نفل نماز رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی حالانکہ نماز عبادت ہے، نماز میں قران خوانی ہوتی ہے، تسبیح پڑھی جاتی ہے، ابتدا سے انتہاء تک خدا کا ذکر ہوتا ہے تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منع کرنا قران و تسبیح خوانی اور ذکر اللہ سے منع کرنے کے مرادف ہے ؟ (ہرگز نہیں۔)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دُعا میں لوگوں کو سینہ سے اوپر ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ دُعا میں اس طرح ہاتھ اُٹھانا بدعت ہے، رسول اللہ ﷺ دُعاء کے وقت سینہ سے اوپر ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے۔

عن ابن عمر انه يقول ان رفعكم ايديكم بدعة مازاد رسول الله ﷺ على هذا ديعنى الى الصدر (رواه احمد)

یعنی دُعا میں استقاء کے موقع کے سوا آپ ﷺ کی عادت شریف سینہ سے اوپر ہاتھ اُٹھانے کی نہ تھی۔ لہٰذا صحابی (حضرت ابن عمرؓ) نے فوراً بدعت ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ اور یہ بات کہ ہر وہ عمل جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہ ہو اور کوئی اُس کو ثواب سمجھ کر کرلے وہ بدعت شمار ہوتی ہے اور اس بات کی مؤید مندرجہ بالا تمام روایات ہیں کہ جن میں اصحابِ رسول ﷺ نے طریق محمد ﷺ سے متصادم امر کو بدعت

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

فرمایا ہے ۔اور بدعت کا جرم ہونا اور اس کا جرم ِ عظیم ہونا بھی مندرجہ بالا روایات سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے ۔اور حیلہ اسقاط کا بدعت ہونا بالکل بدیہی ہے۔

چھٹا سببِ عدمِ جواز

عدمِ تملیکِ فقیر (ایک لغو فعل)

حیلہ کے جواز میں تملیکِ فقیر ضروری ہوتی ہے ۔وہ مروجہ اسقاط میں صحیح معنوں میں نہیں ہوتی ۔جیسا کہ امداد الاحکام کے صفحہ نمبر ۱۸۳ پر مرقوم ہے: فدیہ میں صوم صلوٰۃ وکفارت وغیرہ میں تملیک عین شرط ہے، اور صورتِ مذکورہ (مروجہ حیلہ اسقاط) میں تملیکِ عین نہیں ہوتی ، بلکہ ابراء دین ہے، اور ابراء دین سے زکوٰۃ وکفارت ادا نہیں ہوتے ،لہٰذا (مروجہ حیلہ اسقاط کی) یہ صورت محض لغو ہے۔قال فی العالمگیریة رجل له علی فقیر مال واراد ان یتصدق بماله علی غریمه ویحتسب به عن زکوٰۃ ماله فقد عرف من اصحابنا انه لایتاویٰ بالدین زکوٰۃ العین ولازکوٰۃ دین اٰخر

ساتواں سببِ عدمِ جواز

اعمالِ تکفین کا جزء سمجھنا

مروجہ حیلہ اسقاط اعمالِ تکفین کا جزء سمجھا جاتا ہے۔حالانکہ ایسا نہیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

آٹھواں سبب عدمِ جواز

دین کو ناقص خیال کرنے کا عقیدہ

اہل بدعت مروجہ حیلہ اسقاط کو ثواب خیال کر کے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ قرآنی آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ ناقص ہے اور یقیناً یہ عقیدہ کفریہ عقیدہ ہے۔

نواں سبب عدمِ جواز

قبرستان یا قبل یا بعد از نمازِ جنازہ کی تخصیص کی جاتی ہے

اگر کوئی شخص مثلاً افلاس کی حالت میں فوت ہو گیا تو اسقاط کرنے کے لیے قبرستان وغیرہ کی تخصیص کی جاتی ہے اور یہ امر بھی فی نفسہ شریعت میں ممنوع ہے اس لیے کہ شریعتِ مطہرہ میں غیر مخصوص کو مخصوص کرنا بھی ایک ناجائز امر ہے۔

تمام عبادات دو انواع پر مشتمل ہیں:

(1) کچھ اذکار و عبادات ایسی ہیں کہ شریعت میں اُن کا ایک خاص طریقہ اور وقت مقرر ہے۔ ان عبادات کو اس طریقے یا وقت کی رعایت کے بغیر ادا کیا جائے تو وہ بجائے عبادت و موجب رضاءِ الٰہی بننے کے ضلالت اور سبب عتاب بن جاتی ہیں۔

(2) کچھ اذکار و عبادات ایسی ہیں کہ شریعت نے اُن کے لیے کسی خاص وقت اور طریقے کو ضروری قرار نہیں دیا۔ ان اذکار و عبادات کو ادا کرنے کے لیے اپنی طرف سے کوئی خاص وقت یا کسی ایک طریقے کو لازم قرار دے لینا جہالت و بدعت ہے اور اتباعِ شریعت کی بجائے اتباعِ نفس و ہوئی ہے۔ اور باوجود صد خلوص اور نیت کے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

صحیح ہونے کے اس عبادت پر کوئی ثواب نہیں ملتا کیونکہ اگر اس عبادت کو ادا کرنے کے لیے یہی طریقہ بہتر ہوتا تو خود شارع علیہ السلام اس طریقے کو متعین فرما دیتے ورنہ تکمیلِ دین کا دعویٰ بے معنیٰ ہو کر رہ جاتا ۔ بنابریں مذکورہ بالا طریقہ ایصالِ ثواب (مروجہ حیلہ اسقاط) کا طریقہ اگر واقعی دین ہوتا اور کسی وقت کے ساتھ مخصوص ہوتا تو شریعتِ خود ہی اس کی تعیین فرما دیتے شریعتِ مطہرہ کا حیلہ اسقاط سے خاموشی اس بات کی بین دلیل ہے کہ مروجہ حیلہ اسقاط دین کا حصہ نہیں اور نہ ہی ایصالِ ثواب کا یہ طریقہ درست ہے ورنہ شریعت خود ہی اس کا امر فرما دیتے ہیں ۔ اور یہ بات گزر چکی ہے کہ شریعتِ مطہرہ میں کہیں پر بھی (قران وحدیث میں) مروجہ حیلہ اسقاط کا ذکر نہیں ۔ بنابریں یہ مروجہ حیلہ اسقاط ناجائز ہے۔

دسواں سببِ عدمِ جواز

تدفین میں تاخیر کا باعث ہے

شریعتِ مطہرہ کا حکم ہے کہ میت کو جتنا جلدی ہو سکے دفن کیا جائے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو۔

(1) نماز جب اُس کا وقت ہو جائے

(2) جنازہ جب تیار ہو جائے۔

(3) بے نکاحی عورت جب اُس کے جوڑ کا خاوند مل جائے۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ: جب تم میں سے کوئی مرے تو اُسے مت روکو اور جلدی دفن کے لیے لے جاؤ۔ (پس اطاعت نبی ﷺ بھی یہ ہے کہ میت کے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

غسل، نماز اور دفن میں جتنی ہو سکے جلدی کرنی چاہیے۔)

تنویر الابصار میں ہے:

کره تأخير صلاته ودفنه ليصلى عليه جمع عظيم بعد صلاة الجمعة .(درمختار شرح تنوير الابصار ، باب صلوة الجنائز)

ترجمہ: اس خیال سے کہ نمازِ جمعہ کے بعد ایک عظیم جماعت نمازِ جنازہ میں شریک ہوگی، نمازِ جنازہ اور دفن میں تأخیر کرنا مکروہ ہے۔

مندرجہ عبارت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نیت سے کہ میت کی نماز اور دفن میں زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہوں، نمازِ جنازہ کو جمعہ کی نماز تک مؤخر کرنا بھی مکروہ ہے۔ حالانکہ کثرتِ نمازی کے سبب میت کی مغفرت کی اُمید کی جا سکتی ہے، پھر بھی ایسا امید بھرا کام صرف دفن میں تأخیر کی وجہ سے مناسب نہیں، پس مروجہ حیلہ اسقاط جس کی وجہ سے تقریباً گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ تدفین میں تاخیر ہوتی ہے کا اہتمام کرنا (جو تدفین میں تأخیر کا باعث ہے) جائز نہیں ہوگا۔

گیارہواں سببِ عدمِ جواز

ایک مباح امر میں مبالغہ آرائی ہے

مروجہ حیلہ اسقاط کو فی نفسہ مباح کہنا بھی ہمیں مسلم نہیں (کیونکہ ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ معاملہ مباح وثواب نہیں بلکہ امرِ معصیت ہے پھر بھی) بالفرض اگر اس کو مباح مان بھی لیں تو بھی یہ (مروجہ حیلہ اسقاط) امر ناجائز ہوگا اور اس کی وجہ یہی ہوگی کہ آج کل عام افراد نے اس کو وجوب کا درجہ دے رکھا ہے اور نہ کرنے والوں پر سخت نکیر

(c) ketabton.com: The Digital Library

وتنقید کی جاتی ہے اور مباح تو درکنار جب ایک امرِ مستحب کا درجہ اس کے مستحب ہونے سے بڑھ جائے تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے:

مجمع البحار میں ہے: واستنبط منه ان المندوب يقلب مكروها اذا خيف ان يرفع عن رتبته (مجمع البحار ج۲ ص۲۴۴)

اُمورِ خیر کو جانبِ یمین سے شروع کرنا مستحب ہے۔ مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں اس کا کافی اہتمام دیکھ کر واجب سمجھ لینے کے ڈر سے مکروہ ہونے کا حکم فرمایا چنانچہ فتح الباری میں ہے:

قال ابن المنير ان المندوبات قدتنقلب مكروهات اذا رفعت عن رتبتها لان التيامن مستحب فى كل شىء اى من امور العبادة لكن لما خشى ابن مسعود رضى الله عنه ان يعتقد ه جوبه اشار الى كراهة .والله اعلم (فتح البارى شرح البخارى ج۲ ص۲۸۱)

اسی طرح مجالس الابرار میں ہے:

كل مباح ادى الى هذا فهومكروه حتى افتى بعض الفقهاء حين شاع صوم ايام البيض فى زمانه بكراهته لئلا يؤدى الى اعتقاد الواجب مع ان صوم ايام البيض مستحب

۔اور جو امر مباح اس حد تک پہنچ جائے کہ لوگ اس کو ضروری اور واجب کے درجہ میں سمجھنے لگے اور نہ کرنے والوں پر طعن کرنے لگیں وہ مکروہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

فقہاء نے جب اُن کے زمانے میں ایام بیض کے روزوں کا زیادہ اہتمام ہونے لگا تو اس کے مکروہ ہونے کا فتویٰ دیا تاکہ واجب اعتقاد کر لینے تک نوبت نہ پہنچ جائے باجود یہ کہ ایام بیض کے روزے مستحب ہیں ۔(مجالس الابرار م ۵۰ص ۹۹۲)

پس چونکہ لوگ مروجہ حیلہ اسقاط کو وجوب کا درجہ دیتے ہیں اور نہ کرنے والوں پر طعن وتنقید کرتے ہیں لہذا اس کا غیر شرعی ہونا بالکل اظہر من الشمس ہوا۔

بارھواں سبب عدمِ جواز

اہل بدعت کا شعار ہے

اس طرح اہل بدعت کا شعار ہونے کی وجہ سے بھی مروجہ حیلہ اسقاط کے عدمِ جواز کا فتویٰ دیا جائے گا چنانچہ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

مهما صارت السنة شعارا لاهل البدعة قلنا يتركها خوفا عن التنشبيه بهم..

جب کوئی سنت بدعتیوں کا امتیازی شعار بن جائے تو ہم اُن کے مشابہ بن جانے کے خوف سے اس کے ترک کا حکم دیں گے (احیاء العلوم ج ۲ص ۲۷۰)

اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مروجہ حیلہ اسقاط اہل بدعت کا شعار بن چکا ہے اور اسی عمل سے اہل بدعت کو پہنچانا جاتا ہے ۔فافہم یااولی الالباب

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

تیرہواں سبب عدمِ جواز

فسادِ عقیدہ

اس مروجہ حیلہ اسقاط کی عدمِ جواز کی ایک وجہ عوام الناس ایک غیر دین کو دین کا جزء سمجھ لیتے ہیں اور یقیناً یہ امر کہ ایک غیر دین کو دین سمجھا جائے باتفاقِ علماء کفر ہے۔ بنابریں بھی مروجہ حیلہ اسقاط کے عدمِ جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔

خلاصہ کلام

الغرض اہل بدعت کا یہ عمل نہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے اور نہ ہی اقوال صحابہؓ سے ثابت ہے اور نہ ہی ائمہ اربعہؒ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) کے اقوال سے مروجہ حیلہ اسقاط ثابت ہے۔ پس اس کا غیر شرعی ہونا بالکل واضح ہے اور اس کا بدعت ہونا بھی اظہر من الشمس ہے۔ اس لیے کہ دینِ اسلام خدائی دین ہے، اس کے احکام کسی کے گھڑے ہوئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو احکام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجے اُن کا نام ہی شریعت محمدی ﷺ ہے، لہٰذا دینی کام ہونے نہ ہونے کا دار و مدار قرآن وحدیث اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے، معمولات اور آپ ﷺ کی ہدایت پر ہے، عقل و خواہش اور ارادہ و اختیار پر نہیں۔

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

فتاویٰ جات

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

☆☆☆☆☆

کفایۃ المفتی جلد چہارم میں ہے:

حیلہ اسقاط کا مروجہ طریقہ بہت سی خرافات اور مکروہات پر مشتمل ہے اس لیے اس کو علماء حقانیین منع کرتے ہیں۔۔ جو عبارت فتاویٰ سمرقندی سے نقل کی (گئی) ہے قابل اعتماد اور مستند نہیں جو روایات اس میں مذکور ہیں نا قابلِ یقین ہیں بلکہ بعض تو موضوع ہیں ۔(کفایۃ المفتی جلد چہارم کتاب الجنائز صفحہ نمبر ۱۳۳)

خیر الفتاویٰ میں ہے:

اسقاط مروّج ناجائز اور بدعت ہے چندوجوہ سے۔قال فی الشامیۃ: ونص علیہ فی تبیین المحارم فقال لایجب علی الولی فعل الدور ان وان اوصیٰ بہ المیّت لانہا وصیۃ بالتبرع والواجب علی المیّت ان یوصی بمایفی بماعلیہ ان لم یضق الثلث عنہ فان اوصی باقل وامر بالدور وترک بقیۃ الثلث للورثۃ اوتبرع بہ لغیرھم فقداثم بترک ماوجب علیہ وبہ ظہر حال وصایا اھل زماننا فان الوحدمنھم یکون فی ذمّتہ صلوٰت کثیرۃ وغیرھا من زکوۃ واضاح

(c) ketabton.com: The Digital Library

وایمان والوصی لذالک بدراهم یسیرة ویجعل معظم وصیته لقراءة الختمات والتهالیل التی نص علمائنا علی عدم صحة الوصیة بها الخ شامیة جلد ۱ ص ۵۱۴

(1) جب وصیّت کے باوجود ولی کے ذمہ ضروری نہ ہوا تو عدمِ وصیّت کے وقت کیسے ضروری ہوگا۔

(2) جس اسقاط کی اجازت منقول ہے اس کی شرط یہ لکھی ہے جبکہ وہ فقیر کے لیے ہو یا ثلث سے فدیہ ادا نہ ہوسکتا ہو۔ یہ صورت کبھی اتفاقاً پیش آتی ہے۔ اسے مستقل ہر میّت کے حیلہ بنالینا دُرست نہیں، درمختار میں ہے۔ ولو لم یترك مالا یستقرض وارثه الخ (شامی ج ۱ ص ۶۸۷)

(3) حیلہ کے جواز میں تملیکِ فقیر ضروری ہوتی ہے۔ وہ مروّجہ اسقاط میں صحیح معنوں میں نہیں ہوتی۔

(4) اس سے عوام کو گویا ترکِ صلوٰۃ وصوم پر دلیر بنانا ہے کہ خواہ ساری عمر نماز نہ پڑھے۔ اخر میں یہ عمل کر کے گویا اُسے بَری کردیا ہے۔

(5) اسے اعمالِ تکفین کا جزء سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔

(6) اگر کوئی شخص مثلاً افلاس کی حالت میں فوت ہوگیا تو اسقاط کرنے کے لیے قبرستان کی تخصیص کیوں کی جاتی ہے لہٰذا یہ فعل واجب الترک ہے۔ روکنے والے کو کافر کہنا انتہائی قبیح فعل ہے۔

(خیر الفتاویٰ جلد سوم صفحہ نمبر ۳۱۲، ۳۱۳)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

فتاویٰ مفتی محمود میں ہے:

اسقاط کا عام طور پر جو طریقہ مروّج ہے وہ ناجائز اور بدعت ہے قال فی الشامیة: ونص علیه فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی فعل الدور ان وان اوصیٰ به المیّت لانها وصیة بالتبرع والواجب علی المیّت ان یوصیٰ بمایفی بماعلیه ان لم یضق الثلث عنه فان اوصیٰ باقل وامر بالدور وترك بقیة الثلث للورثة اوتبرع به لغیرهم فقداثم بترك ماوجب علیه وبه ظهر حال وصایا اهل زماننا فان الوحدمنهم یکون فی ذمّته صلوٰت کثیرة وغیرها من زکوٰة واضاح وایمان ویوصی لذالك بدراهم یسیرة ویجعل معظم وصیته لقراءة الختمات والتهالیل التی نص علمائنا علی عدم صحة الوصیة بها.

شامی باب قضاء الفوائت ص ۵۴۲ ج ۱)

شامی وغیرہ میں حیلہ اسقاط کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ مثلاً ایک مہینہ کی نمازوں کا اندازہ کر کے ایک فقیر کو تملیک کر دیا جائے اور فقیر اس کو قبول کرنے کے بعد پھر وارث کو ہبہ کر کے تملیک کر دے اور اس طرح چند بار اس ایک یا کسی اور فقیر کو تملیک کر کے ہر فقیر کو آخر میں بقدر فدیہ دیدے۔ وانما یعطی (من ثلث ماله) ولولم یترك مالا یستقرض وارثه نصف صاع مثلا یدفعیه للفقیر

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

ثم يدفع الفقير للوارث ثم وثم حتى يتم۔ (درمختار ص ۲۳ ج ۱) ملحوظ رہے کہ شامی یا دیگر فقہاء نے جو اجازت دی ہے۔اس میں تصریح ہے کہ حیلہ اس وقت جائز ہے جب کہ ثلث سے فدیہ ادا نہ ہوسکتا ہو اور یہ ہی صورت بھی اتفاقاً پیش آتی ہے اسے مستقل رسم بنالینے کی اجازت نہیں فقط۔

(فتاویٰ مفتی محمود جلد سوم صفحہ نمبر ۱۶۳،۱۶۴)

مولانا یوسف لدھیانویؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

جس شکل میں یہ حیلہ (اسقاط) آج کل رائج ہے یہ خالص بدعت ہے، اور نہایت قبیح بدعت ۔۔۔۔اور اس بدعت کے لیے قرآن کریم کا استعمال بلاشبہ قرآن کریم کی بے حرمتی ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل (جلد چہارم) میت کے احکام صفحہ نمبر ۲۹۹،۳۰۰)

احسن الفتاویٰ جلد اول صفحہ نمبر ۲۴۹ پر مرقوم ہے:

(سوال: اسقاط مروج کا کیا حکم ہے؟ نور الایضاح میں جائز لکھا ہے۔)

جواب: جائز نہیں۔ قال فی الشامیۃ ونص علیہ فی تبیین المحارم فقال لایجب علی الولی فعل الدور ان وان اوصی بہ المیت لانہا وصیۃ بالتبرع والواجب علی المیّت ان یوصی بمایفی بماعلیہ ان لم یضق الثلث عنہ فان اوصی باقل وامر بالدور وترک بقیۃ الثلث للورثۃ اوتبرع بہ لغیرھم فقداثم بترک ماوجب علیہ وبہ ظہر حال

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

وصایا اهل زماننا فان الوحد منهم یکون فی ذمته صلوٰت کثیرۃ وغیرھا من زکوٰۃ واضاح وایمان ویوصی لذالک بدراھم یسیرۃ ویجعل معظم وصیته لقراءۃ الختمات والتھالیل التی نص علمائنا علی عدم صحة الوصیة بھا الخ (ردالمختار ج ۱ باب القضاء الفوائت)

شامی یا دیگر فقہاء نے جو اجازت دی ہے اسمیں تصریح ہے کہ یہ حیلہ اُس وقت جائز ہے جبکہ ثلث سے فدیہ ادا نہ ہو سکتا ہو اور یہ صورت کبھی اتفاقاً پیش آجاتی ہے اسے مستقل رسم بنالینے کی اجازت نہیں، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اس حیلہ سے عوام کا عقیدہ فاسد نہ ہو، اس وقت جو اسقاط مروّج ہے اس میں اولاً تملیک فقراء اس طرح کی جاتی ہے کہ اس سے تملیک متحقق نہیں ہوتی ثانیاً اس سے فسادِ عقیدہ لازم آتا ہے کہ عوام گناہوں پر دلیر ہو جاتے ہیں اور صوم وصلوٰۃ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ ثالثاً اس کا ایسا التزام کیا جاتا ہے کہ اسے بھی اعمالِ تکفین میں سے ایک مستقل عمل سمجھا جاتا ہے۔ التزام کرنے سے مباح بلکہ مندوب کام بھی ناجائز ہو جاتا ہے کما صرح بہ فی الشامیۃ وغیرھا۔ رابعاً ثلث مال سے فدیہ ادا نہیں کیا جاتا، حالانکہ اتمام ثلث تک فدیہ کی وصیت کرنا اور اُس کا ادا کرنا لازمی ہے۔ اتمامِ ثلث کے بعد بھی فدیہ باقی رہے تو اس حالت میں فقہاء نے حیلہ کی اجازت دی تھی مگر فی زماننا فسادِ عقیدہ کی وجہ سے یہ بھی جائز نہیں۔

(احسن الفتاویٰ جلد اول باب رد البدعات صفحہ نمبر ۳۴۹، ۳۵۰)

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

مسائل رفعت قاسمی میں مرقوم ہے:

یہ طریقہ اسقاط معاصی (گناہ معاف کرانے) کا بے اصل ہے۔ بدعت اور ناجائز ہے۔۔۔ کتاب وسنت میں کہیں اس کا ثبوت نہیں ہے اور نہ فقہاء نے لکھا بلکہ جو طریقہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے منقول ہے اس کے خلاف ہے اور قرآن کریم کی بے حرمتی بھی، اس کو چھوڑنا چاہیے۔ (مسائل رفعت قاسمی، مسائل میت مکمل ومدلل مسائل میت صفحہ نمبر ۸۲)

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

حیلہ اسقاط کا مفلس کے واسطے علماء نے وضع کیا تھا اب یہ حیلہ تحصیل چند فلوس ملاؤں کے واسطے مقرر ہوگیا ہے حق تعالیٰ نیت سے واقف ہے وہاں حیلہ کارگر نہیں مفلس کے واسطے بشرط صحت نیت ورثہ کے کیا عجب ہے کہ مفید ہو ورنہ لغو اور حیلہ دُنیا دلی کا ہے۔ فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ کتاب العلم صفحہ نمبر ۱۵۹)

فتاویٰ بینات میں ہے:

مروّجہ حیلہ اسقاط مبتدعین کی ایجاد کردہ بدعت ہے، اس کا ثبوت نہ قرآن کریم میں ہے، اور نہ احادیث مبارکہ میں، اور نہ ہی فقہاء کرام میں سے کسی فقیہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اس حیلہ میں اور فقہاء کرام کے لکھے ہوئے حیلہ میں بہت بڑا فرق ہے۔ فقہاء نے جو حیلہ کی صورت لکھی ہے، وہ صرف اس شخص کے لیے ہے کہ جس کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ اس کی فوت شدہ نمازوں اور روزوں وغیرہ کی ادائگی

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

کا متحمل نہ ہو اور ورثاء اس کی طرف سے فدیہ ادا کرنا چاہیں تو اس کے لیے حیلہ کی صورت لکھی ہے۔

چنانچہ مراقی الفلاح میں ہے:

اراد احد التبرع بقليل لا يكفى فحيلته لابراء ذمة الميت عن جميع ما عليه ان يدفع ذلك المقدار اليسير بعد تقديره لشى من صيام او صلاة او نحوه ويعطيه للفقير بقصد اسقاط مايرد عن الميت فيسقط عن الميت بقدره ثم بعد قبضه يهبه الفقير للولى او للاجنبى ويقبضه لتتم الهبة وتملك ثم يدفعه الموهوب له للفقير بجهة الاسقاط متبرعاً به عن الميت فيسقط عن الميت بقدره ايضاً ثم يهبه الفقير للولى او للاجنبى ويقبضه ثم يدفعه الولى للفقير متبرعاً عن الميت وهكذا يفعل مراراً حتى يسقط ما كان يظنه على الميت من صلاة او صيام (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح. فصل فى اسقاط الصلوة والصوم، ص ۲۳۹)

اور آج کل غریب تو غریب مال داروں کے لیے بھی حیلہ اسقاط کیا جاتا ہے، حالانکہ مرنے والے کے ترکے سے اس کا فدیہ ادا کرنا آسانی سے ممکن ہے لہٰذا یہ حیلہ آج کل درست نہیں ہے۔

فقہاء کرام نے جو صورت لکھی ہے وہ بھی صرف مباح کی حد تک ہے، جبکہ آج کل

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس کوایک مستقل عبادت سمجھ کرالتزام کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

نیز فقہاء کرام کے حیلے میں قران کریم گھمانے کی کوئی تصریح نہیں ہے، جبکہ آج کل سارا مدار اسی پر ہے اور قران مجید کے بغیر یہ حیلہ کرتے ہی نہیں۔فقہاء کرام کے ذکر کردہ حیلہ اسقاط سے اکثر لوگ بلکہ بعض علماء بھی ناواقف ہیں نیز فقہاء کے عمل سے صرف مباح ہونا معلوم ہوتا ہے، نہ کہ واجب یا سنت وغیرہ، جبکہ آج کل لوگ اس کوضروری قرار دے کر نہ کرنے والوں پر طعن وتشنیع اورانہیں ملامت کرتے رہتے ہیں اورکوئی مباح عمل جب اس حد تک پہنچ جائے تواس کاترک کرنالازم ہوتا ہے۔جیسا کہ مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

من اصر علی امر مندوب وجعله عزماولم يعمل بالرخصة فقداصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة اومنكر (مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح .باب الدعاء فی التشهد .الفصل الاول .الاصرار على امر المندوب...)

۔۔۔مروجہ حیلہ اسقاط کاثبوت قران وحدیث میں نہیں ہے۔(فتاویٰ بینات جلداول کتاب العقائد صفحہ نمبر ۵۷۵)

فتاویٰ عثمانی میں ہے:

حیلہ اسقاط کامروجہ طریقہ شرعاً بے اصل ہے،اس کے بارے میں اصل حکم شرعی یہ ہے کہ نماز روزے جومیت کے ذمے رہ گئے ہوں، اُن کا فدیہ ادا کیا جائے اگر میت نے

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.com: The Digital Library

وصیت کی ہو، اور اس کے لیے مال بھی چھوڑا ہو تو ورثاء کے لیے ایسا کرنا واجب ہے ورنہ واجب نہیں بہتر ہے ۔کذافی عزیز الفتاویٰ ج اص ۳۷۰ (فتاویٰ عثمانی جلد اول کتاب السنة والبدعة صفحہ نمبر 116)

قولِ فیصل

جو حیلے حرام اور مکروہ ہوں مفتی کو اُن کا اختیار کرنا درست نہیں ہے ۔چنانچہ حافظ ابن القیمؒ تحریر فرماتے ہیں:

لا یجوز للمفتی تتبع الحیل المحرمة والمکروهة ولا تتبع الرخص لمن اراد نفعه فان تتبع ذلک فسق وحرام استفتاء ه (اعلام الموقعین ج:۲ ص:۲۵۸)

حرام اور ناجائز حیلوں کی تلاش وجستجو مفتی کے لیے دُرست نہیں ہے، اسی طرح ایسے شخص کے لیے رخصتوں کی جستجو میں پڑنا بھی جائز نہیں ہے جو ناجائز نفع اُٹھانے کا ارادہ رکھتا ہو، کیونکہ یہ فسق ہے اور اس طرح کا استفتاء حرام ہے۔

طحطاوی میں ہے:

ویحرم التساهل فی الفتوی واتباع الحیل ان فسدت الاغراض (طحطاوی علی الدر المختار ج:۳ ص: ۱۷۵)

فتویٰ میں تساہل اور حیلوں کی پیروی جب اغراض فاسدہ کے پیش نظر ہو حرام ہے۔

اور مندرجہ بالا مروجہ حیلہ اسقاط کے مفاسد تو بالکل روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ پس ان مفاسد ظاہرہ کے باوجود کسی مفتی کے لیے یہ جائز نہیں ہوگا کہ وہ مروجہ حیلہ اسقاط

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے جواز کا فتویٰ صادر فرمائیں بصورت دیگر (یعنی فتویٰ دینے کی صورت میں وہ مفتی صاحب) عنداللہ مجرم و گناہ گار رہوں گے۔

واللہ اعلم بالصواب وافوض امری الی اللہ ...ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین .یاارحم الراحمین یاارحم الراحمین یاارحم الراحمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

مولانا احمد علی مردانی کی چند

تصنیفات و تالیفات

- سیرت عشرہ مبشرہ
- سیرت ائمہ اربعہ
- گستاخ رسول ﷺ کا عبرتناک انجام
- غائبانہ نماز جنازہ اور اُس کی شرعی حیثیت
- حضرت امیر معاویہؓ کا مختصر تعارف
- مجموعہ رسائل (چھ رسائل)

ناشر مکتبہ عشرہ مبشرہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Scanned with CamScanner

(c) ketabton.

مروجہ حیلہ اسقاط

کی شرعی حیثیت

قرآن اور حدیث کی روشنی میں

الحق اکیڈمی

خورہ بانڈہ مردان

0321/0312-9818511

Scanned with CamScanner

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library